سوال

(99) حدیث ابراہیم پر تشریحات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝٨٨ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۝٨٩ سورة الصافات تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے کہ میلہ جانے کے عذر پر حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں میں نظر کرکے انی سقیم کہا۔ میلہ تو دن کو ہوتا ہے اور ستارے غائب اگر مراد علم نجوم سے ہو تو یہ ممنوع ہے۔ نہ اس وقت ایجاد ہوا ہوگا۔ مطلب اس آیت کا کیا ہے۔؟ (شیخ قاسم علی لدھیانوی)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بعض میلے رات کے اوقات میں بھی ہوتے ہیں۔ جیسے لاہور میں میلہ چراغاں اور آپ کے لدھیانہ میں میلہ روشنی اس طرح کا میلہ ان مشرکو ںکا ہوگا۔ آیت مرقومہ میں دو فعل آئے ہیں۔ ایک نظر دوسرے قال محض تعصیب کےلئے ہے۔ یعنی دوسرا فعل پہلے سے پیچھے واقع ہوا ہے۔ جیسے حدیث شریف میں آیا ہے۔ قاء فتوضاء یعنی قے کی اور وضو کیا۔ پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف نظر کی اس کے بعد کہا میں بیمار ہوں۔ ان دو فعلوں میں علت اور معمول کا تلق نہیں بلکہ محض تعاقب ہے۔ (21 دسمبر 1934ء)

حدیث ابراہیمی پر اعتراض اور جواب

از حضرت العلام مولانا ثناء اللہ صاحب فتاویٰ

حدیث شریف میں حضرت ابراہیمؑ کی بابت ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ اس پر بہت سے منکرین حدیث بلکہ بعض قائلین حدیث بھی اعتراض کرتے ہیں۔جماعت مرزایئہ نے تو آج کل اس کو اپنا سہارا بنا رکھا ہے۔ اس لئے آج ہم اس مشکل کو اپنے ناقص علم کے مطابق حل کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔ حدیث شریف مذکورہ کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلولم یکذب ابراہیم علیہ الصلوٰاة والسلام الاثلاث کذبات

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین جھوٹ'' (بخاری شریف ص 474)

معترضین اس حدیث پر دو طرح اعتراض کرتے ہیں ایک اس طرح کے نبی کی شان نہیں کہ جھوٹ بولے۔ دوسرا اس طرح کے قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کو صدیق کہا گیا ہے۔

اور حدیث شریف میں ان کے تین جھوٹ بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے۔ اور ناقابل قبول ہے۔ مرزائی اس حدیث سے یہ فائدہ بھی لینا چاہتے ہیں۔ کہ ایک دو تین جھوٹوں کے باوجود حضرت ابراہیمؑ نبی صدیق رہے۔ تو مرزا صاحب کے اگرچند جھوٹ ثابت ہوجایئں تو ان کی نبوت میں کیا خرابی لازم آتی ہے۔ ؟ پس ان سب اعتراضوں کے جواب غور سے سنیے۔ اصل اصول ایسے امور سمجھنے کا وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا شرعی وجود نیتوں سے ہے۔ جیسی نیت ویسا پھل۔ مناسب ہے کہ اصل مقصد سے پہلے ایک حدیث بطور مثال پیش کردوں۔ اس مثالی حدیث میں غلط گوئی کی اجازت لے کر صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کار خاص کو جاتی ہے۔ اور کامیاب ہوکر دربار رسالت میں رپورٹ کرتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکعب ابن الاشرف فایہ قد اذي اللہ ورسولہ فقام محمد بن سلمۃ فقال یا رسول اللہ اتحب ان اقتلہ قال نعم فاذن لی ان اقول شیئا قال قل فانا محمد بن مسلمۃ فقال ان ہذا الرجل (محمد) قد سالنا صدقۃ وانہ قد عنانا واین اتیتک استسلفک قال وایضا لتملنہ قال انا قد اتبعناہ فلا لجت ان ندعہ حتی فنظر الی ای شئ یصیر شانہ فقال انا اذن لی ان اشم ل سک قال فلما استمکن عنہ قال دونکم فقتلوہ ثم اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ" (بخاری ص 567)

''ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہے کوئی جو کعب بن اشرف سے بدلہ لے لے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایزا دی ہے۔ یعنی بغاوت پھیلا رکھی ہے۔ یہ سن کر محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تو اس نے کہا کہ پھر آپ ﷺ مجھ کو اجازت دیجیے۔ کہ میں آپ کے حق میں کچھ نامناسب الفاظ اس کے سامنے کہہ دوں۔ فرمایا کہہ دینا۔ پس محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب کے پاس آکر کہا کہ اس شخص (محمد ﷺ) نے ہم سے بار ہا صدقہ مانگ کر ہم کو تنگ کررکھا ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کچھ قرض دیں۔ اس نے کہا کہ آیندہ اتنا مانگے گا کہ تم اس سے تنگ آجائو گے۔ محمد بن سلمہ نے کہا کہ اب تو ہم اس کے پیچھے ہوئے کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ؟ اس گفتگو کے بعد محمد بن سلمہ نے کعب کو کہا کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ آپ ے سر کے بالوں سے خوشبو سونگھوں اس نے کہا ہاں۔ پس اس نے اس کے سر کو سونگھا اور اپنے ساتھ والوں کو سونگھایا پھر کہا ایک دفعہ اور اجازت دیجئے۔ جب اس نے اجازت دے دی تو اچھی طرح اس کے سر کو پکڑلیا۔ اور ساتھوں کو آواز دی کہ پکڑلو۔ پس اس نے اس کو قتل کرکے دربار رسالت میں اطلاع دی۔''

ناظرین

اس حدیث میں صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے کعب کے سامنے بحق رسالت جو کچھ کہا وہ قطعا نادرست ہے۔ بلکہ ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ مگر کیا کوئی کہے گا کہ انہوں نے واقعی کوئی ایمان ک خلاف کام کیا۔ نہیں تو کیوں نہیں؟ اس لئے کہ دینی مقصد کےلئے اجازت لے کر یہ کام کیا۔ اس واقعہ کو یاد رکھ کر سنیئے۔

1۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب بُت توڑ دیئے۔ تو ان کو ماخوذ کرکے پنچوں کے سامنے لایا گیا۔ اور سوال ہوا کہ تو نے یہ کام کیا۔ تو انہوں نے جوابدیا۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ٦٣

''میں نے نہیں بلکہ ان کے اس بڑے بت نے ایسا کام کیا ہے۔ اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔''

اس کلام میں فعل کا فاعل بڑے بت کو بنایا ہے۔ مگر حقیقت یہ نہیں نہ بڑے بت نے دوسرے کو توڑا نہ مشورہ دیا یا حکم دیا۔

2۔ چونکہ کفار حضرت ابراہیمؑ کو بت خانہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے بطور معذرت کہا۔ ''انی سقیم'' (میں بیمار ہوں) بقرینہ مقام بیماری سے مراد وہ بیماری ہونی چاہیے۔ جو چلنے پھرنے سے مانع ہو چونکہ آپ کی حالت ایسی نہ تھی۔ لہذا کلام غلط ہے۔

3۔ تیسری بات حدیث میں یہ آئی کہ ایک ظالم حاکم کے سامنے بغرض حفاظت اپنی منکوحہ (بیوی) کو اخت (بہن) کہہ کر بچالیا۔ یہ ہیں وہ تین جملے جن میں سے دو تو قرآن مجید میں مذکور ہیں ایک حدیث میں ہے۔

ان سارے واقعات کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا کلام حدیث میں یوں منقول ہے۔

انی کذبت ثلاث کذبات (میں نے تین دفعہ جھوت کہا)

مگر رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بغرض بریت فرمایا۔ مامنہا کذبۃ الا ما حل بہا عن دین اللہ (متفق علیہ) ''یہ تینوں جھوٹ ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ دینی مواخذہ سے نکل گئے''

مطلب اس کا یہ ہے کہ دینی کام میں جو ان پر تکلیف آئی تھی ایسا کرنے سے آپ اس تکلیف سے بچ گئے۔ اس لفظ سے پیغمبرؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو اس طرح جھوٹ کے مواخذہ سے بری ظاہر فرمادیا۔ جس طرح کے محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاتل کعب بن اشرف کو باوجود آلودہ بالکذب ہونے کے کزب سے بچا لیا۔ پس جس طرح محمد بن مسلمہ کا کذب باوجود وقوع پزیر ہونے کے اہل معرفت کے مقولہ سب صحابی رضوان اللہ عنہم اجمعین ثقہ ہیں ک ے خلاف نہیں۔ اسی طرح ابراہیمؑ باوجودان واقعات کے صدیقا نبیاً ہیں۔ لاشک فیہ۔

ہاں مرزا قادیانی صاحب کے کزبات ایسے نہیں۔ وہ واپنے دعوے کے اثبات کے لئے بطور دلیل کے لاتے ہیں۔ جو وقوع پزیر نہیں ہوتے۔ تو منکرین کو دین اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر اس سے اس کو کیا نسبت سوائے اس کے کہ کہا جائے۔ شیر قالیں وفکر است وشیر نیستا لوگر است

تیجہ

اس لئے مرزا قادیانی نے اس حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو بہت مکروہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد01ص 303-307

محدث فتویٰ